ماہِ شعبان
اور اس کے روزوں کی فضیلت

اعداد

فضیلۃ الشیخ یوسف بن حسن الحمادی حفظہ اللہ

ترجمہ

الطاف الرحمٰن ابو الکلام سلفی

مراجعہ

ڈاکٹر عبد الحمید ظفر الحسن
أبو المیزان

صوبائی جمعیت أہلِ حدیث ممبئی

بسم الله الرحمن الرحيم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماہِ شعبان اور اس کے روزوں کی فضیلت

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَمَّا بَعْدُ:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حکمتِ بالغہ اور مشیتِ کاملہ کا یہ تقاضا رہا ہے کہ اس نے عبادات کے ثواب میں تفاوت رکھا اور اجر و جزا کے معاملے میں ان کے درمیان فرقِ مراتب قائم فرمایا۔ جہاں اس نے ہمیں بعض اعمال کے ثواب اور ان پر مرتب ہونے والی جزا کی خبر دی، وہیں بعض دیگر اعمال کے اجر کو اپنے علمِ خاص میں پوشیدہ رکھا اور ان کی جزا کو ہماری نگاہوں سے اوجھل رہنے دیا۔ درحقیقت یہ اخفا اس عبادت کی عظمتِ شان اور شارعِ حکیم جلّ جلالہ کے نزدیک اس کی بلند قدر و منزلت کی دلیل ہے۔

انہی عبادات میں سے جس کا اجر و ثواب اللہ نے ہم سے مخفی اور پوشیدہ رکھا ہے، ایک "روزہ" ہے۔

- سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: إِنَّ الصَّوْمَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ..."

بے شک اللہ عزوجل فرماتا ہے: یقیناً روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی

جزا دوں گا...۔ [صحیح مسلم: ۱۱۵۱]

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے بعض صحابہ کو اس عبادت کی خاص وصیت فرمائی اور بار بار اس کی تاکید کی، جو اس عمل کی اہمیت اور فضیلت پر دلالت کرتا ہے۔

○ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کسی ایسے عمل کا حکم دیجیے جو مجھے نفع دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ؛ فَإِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ".

تم روزہ کو لازم پکڑو؛ کیونکہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔

میں نے دوبارہ عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کسی عمل کا حکم دیجیے۔ آپ ﷺ نے پھر وہی فرمایا:

"عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ؛ فَإِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ".

تم روزہ کو لازم پکڑو؛ کیونکہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔ [سنن النسائي: ۲۲۲۳، وصححه الألباني]

اس عبادت کی فضیلت کو نمایاں کرنے والی چیزوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ شریعت میں ہفتے کے مخصوص ایام، مہینے کے چند متعین دن، اور سال کے خاص مہینوں میں روزے رکھنے کی ترغیب پر مبنی متعدد نصوص وارد ہوئی ہیں۔

سال کے ان مہینوں میں سے، جن میں روزے رکھنے پر نبی کریم ﷺ سے قولاً و فعلاً ترغیب اور شوق دلانا ثابت ہے، وہ "ماہِ شعبان کے روزے" ہیں۔ اس کی وضاحت مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتی ہے:

○ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو مہینوں میں سے کسی مہینے میں اتنے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھتا جتنا آپ شعبان میں روزے رکھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”ذَلِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ، وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيهِ الْأَعْمَالُ إِلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ، فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ“.

یہ وہ مہینہ ہے جس سے لوگ رجب اور رمضان کے درمیان غافل ہو جاتے ہیں، حالانکہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں اعمال رب العالمین کی طرف اٹھائے جاتے ہیں؛ لہٰذا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں اوپر اٹھایا جائے کہ میں روزے سے ہوں۔ [سنن النسائي: ۲۳۵۷، وحسّنه الألباني]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ مبارک طریقہ تھا کہ آپ خیر کے کاموں میں مختلف مشروع طریقوں سے سبقت فرماتے تھے، تاکہ ماہِ شعبان کی گھڑیوں کو روزے کی کثرت کے ذریعے غنیمت جانیں۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس کثرتِ صیام کا مشاہدہ کیا تو انھیں اس حکمت میں کچھ اشکال محسوس ہوا، چنانچہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بابت دریافت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواب دو ایسی بنیادی حکمتوں اور اسباب پر مشتمل تھا جو بصیرت افروز ہیں:

1 اول: اس مہینے میں مشروع روزوں سے لوگوں کی عمومی غفلت۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مہینہ دو عظیم مہینوں کے حصار میں ہے: ایک حرمت والا مہینہ ”رجب“ اور دوسرا

روزوں کا مہینہ "رمضان"۔ لوگ ان دونوں مہینوں کی تیاری اور اہمیت میں مشغول ہو کر شعبان سے غافل ہو جاتے ہیں۔

② **دوم:** یہ کہ اس مہینے میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔ [دیکھئے: لطائف المعارف لابن رجب: ۲۵۰، عمدة القاري للعيني: ۱۱/ ۸۳]

نبی کریم ﷺ کا یہ فتویٰ اور جواب انتہائی فصاحت و بلاغت کا شاہکار تھا، جس میں بیک وقت سوال کا اشکال بھی دور کر دیا گیا اور ساتھ ہی اس مہینے کے اکثر حصے میں روزے رکھنے کی زبردست ترغیب اور حرص بھی دلادی گئی۔

* حدیثِ مذکور سے مستنبط فوائد و نکات:

جو خوش نصیب شخص اس حدیث میں غور و فکر کرے گا، وہ مختلف پہلوؤں سے کئی جلیل القدر فوائد اور علمی نکات تک رسائی حاصل کر لے گا:

① **صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شوقِ علم:** اس حدیث سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبۂ صادق کا پتہ چلتا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے اقوال و افعال میں سے جو چیز سمجھ نہ آتی یا جہاں اشکال ہوتا، اس کے بارے میں سوال کرنے کی زبردست حرص رکھتے تھے۔ ان کا یہ سوال نبی کریم ﷺ کی کامل اتباع، ہر چیز میں آپ کے نقشِ قدم پر چلنے، آپ کے اقوال و افعال میں تفقہ یعنی گہری سمجھ حاصل کرنے اور حدیث کے معانی و مراد کو پانے کی شدید تڑپ کا نتیجہ ہوتا تھا۔ وہ اپنے شبہات کو دور کرنے کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتے

تھے۔

نبی کریم ﷺ ان کے اس طرزِ عمل کی توثیق فرماتے، اور بغیر کسی تنگی یا ناگواری کے ان کے استفتاء اور سوالات سنتے، نیز بغیر کسی اکتاہٹ، ڈانٹ ڈپٹ یا غصے کے جواب ارشاد فرماتے۔ بلکہ بسا اوقات آپ ﷺ ان کے سوالات کی تعریف فرماتے اور پسندیدگی کا اظہار کرتے۔

- کبھی سائل سے فرماتے: "لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ عَظِيمٍ". تم نے بہت بڑی چیز کے بارے میں سوال کیا۔ [مسند أحمد: ٢٢٠١٦، وصححه الألباني]
- اور کبھی فرماتے: "لَقَدْ وُفِّقَ، أَوْ لَقَدْ هُدِيَ". اسے توفیق دی گئی، یا اسے ہدایت دی گئی۔ [صحیح مسلم: ١٣]

کیونکہ وہ ان امور کے بارے میں سوال کرتے تھے جو ان کے دین کے لیے نفع بخش اور ضروری ہوتے تھے۔

اسی طرح ایک مسلمان کے لیے بھی یہی لائق اور مناسب ہے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اقتدا کرے اور ان چیزوں کے بارے میں سوال کرنے کی حرص رکھے جو اس کے لیے مفید ہوں اور جس کا فائدہ اسے اور دوسروں کو پہنچے۔

② **ماہِ شعبان میں کثرت سے روزہ رکھنے کا استحباب:** اس بارے میں متعدد نصوص وارد ہوئی ہیں:

○ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ إِلَّا رَمَضَانَ، وَمَا رَأَيْتُهُ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ مِنْهُ صِيَامًا فِي شَعْبَانَ".

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رمضان کے سوا کبھی کسی مہینے کے مکمل روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا، اور میں نے آپ کو شعبان سے زیادہ کسی (نفلی) مہینے میں روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ [صحيح البخاری:۱۹۶۹، صحیح مسلم:۱۱۵۶]

○ ایک اور روایت میں ہے:

"كَانَ أَحَبُّ الشُّهُورِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ص ﷺ أَنْ يَصُومَهُ شَعْبَانَ، ثُمَّ يَصِلُهُ بِرَمَضَانَ".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مہینوں میں یہ بات سب سے زیادہ پسند تھی کہ آپ شعبان کے روزے رکھیں، پھر اسے رمضان سے ملا دیں۔ [سنن أبي داود:۲۴۳۱، وصححہ الألباني]

○ اور ایک روایت میں ہے:

"لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِشَهْرٍ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ لِشَعْبَانَ، كَانَ يَصُومُهُ أَوْ عَامَّتَهُ".

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے نہیں رکھتے تھے؛ آپ اس کا پورا مہینہ یا اس کا اکثر حصہ روزے سے گزارتے تھے۔ [سنن النسائي:۲۳۵۴، وحسّنہ الألباني]

③ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکیمانہ اسلوبِ تعلیم: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب کی گہرائی اور حسنِ

تعلیم کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محض حکم بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ اس کے ساتھ اس کی "علت" اور وجہ بھی بیان فرمائی (تاکہ بات دل میں اتر جائے اور عمل کا جذبہ پیدا ہو)۔

۴ **شعبان میں کثرتِ صیام کی حکمت:** جیسا کہ پہلے گزرا کہ اس کی دو وجوہات ہیں (غفلت کا وقت اور اعمال کا پیش کیا جانا)، وہاں ایک اور حکمت بھی شامل کی جا سکتی ہے، وہ یہ کہ ماہِ شعبان کے روزے درحقیقت رمضان کے روزوں کی مشق اور ٹریننگ کی مانند ہیں۔

○ امام ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لئلَّا يدخُلَ في صَوْمِ رَمضانَ على مَشَقَّةٍ وكُلْفَةٍ، بلْ يكونُ قد تمرَّنَ على الصِّيامِ واعْتَادَهُ، ووجَدَ بصيام شعبانَ قبلَهُ حَلاوةَ الصِّيام ولذَّتَهُ، فيدخُلُ في صيامِ رَمضانَ بقوَّةٍ ونَشَاطٍ".

تاکہ انسان رمضان کے روزوں میں مشقت اور بوجھ محسوس کرتے ہوئے داخل نہ ہو، بلکہ وہ روزوں کی مشق کر چکا ہو، اس کا عادی ہو چکا ہو اور اس سے قبل شعبان کے روزوں کی حلاوت اور لذت پا چکا ہو؛ چنانچہ وہ رمضان کے روزوں میں قوت اور چستی کے ساتھ داخل ہو۔ [لطائف المعارف: ص ۲۵۸]

۵ **ماہِ رجب کی تخصیص کا بطلان:** اس حدیث میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ بہت سے لوگ جو ماہِ رجب کو روزوں کے لیے خاص کر لیتے ہیں، یہ عمل باطل اور بے بنیاد ہے۔ کیونکہ سنت سے ماہِ شعبان کی تخصیص ثابت ہے، رہا رجب تو اس کا معاملہ دیگر

مہینوں جیسا ہی ہے۔

⑥ **نصف شعبان کی تخصیص کا بطلان:** اسی قبیل سے وہ عمل بھی ہے جو کچھ لوگ کرتے ہیں کہ ماہِ شعبان کی پندرہویں رات (شب برات) کو قیام کے لیے، یا پندرہویں دن کو روزے کے لیے، یا چراغاں اور سجاوٹ کے لیے خاص کر لیتے ہیں۔

○ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”فَأَمَّا صَوْمُ يَوْمِ النِّصْفِ مُفْرَدًا فَلَا أَصْلَ لَهُ، بَلْ إِفْرَادُهُ مَكْرُوهٌ، وَكَذَلِكَ اتِّخَاذُهُ مَوْسِمًا تُصْنَعُ فِيهِ الْأَطْعِمَةُ، وَتُظْهَرُ فِيهِ الزِّينَةُ: هُوَ مِنَ الْمَوَاسِمِ الْمُحْدَثَةِ الْمُبْتَدَعَةِ، الَّتِي لَا أَصْلَ لَهَا“.

جہاں تک پندرہویں تاریخ کے دن کو خاص کر کے تنہا روزہ رکھنے کا تعلق ہے تو اس کی کوئی اصل نہیں، بلکہ اسے خاص کرنا مکروہ ہے۔ اسی طرح اس کو ایک تہوار بنا لینا جس میں طرح طرح کے کھانے پکائے جائیں اور سجاوٹ و نمائش کی جائے، تو یہ ان ایجاد کردہ بدعتی موسموں میں سے ہے جن کی کوئی اصل شریعت میں نہیں ہے“۔ [اقتضاء الصراط المستقیم: ۱۳۸/۲]

⑦ **اعمال کا اٹھایا جانا:** ماہِ شعبان میں بندوں کے اعمال کا اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھایا جانا ثابت ہے۔ یہ سالانہ اعمال کا اٹھایا جانا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح فرمایا۔ لہٰذا توفیق یافتہ شخص کے لیے لائق ہے کہ وہ اس مہینے کے روزوں کی سنت پر حرص کرے، لوگوں میں اسے زندہ کرے اور اس کی طرف رہنمائی کرے؛ کیونکہ نیکی کی راہ دکھانے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے یہ عظیم فضیلت بھی

حاصل ہو گی کہ اس کا عمل رب العالمین کی بارگاہ میں اس حال میں پیش ہو گا کہ وہ روزے سے ہو گا۔

⑧ **صفتِ علو کا اثبات:** اس حدیث سے اللہ جل جلالہ کے لیے "صفتِ علو" اپنی مخلوق سے بلند و بالا ہونے کا اثبات ہوتا ہے۔

○ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تُرفع فيه الأعمال إلى ربِّ العالمين".

اس میں اعمال رب العالمین کی طرف اٹھائے جائے جاتے اور پیش کئے جاتے ہیں۔

○ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرح ہے:

﴿إِلَيۡهِ يَصۡعَدُ ٱلۡكَلِمُ ٱلطَّيِّبُ وَٱلۡعَمَلُ ٱلصَّٰلِحُ يَرۡفَعُهُۥ﴾[فاطر:١٠]

پاکیزہ کلمات اسی کی طرف چڑھتے ہیں اور نیک عمل کو وہ بلند کرتا ہے۔

یہ معاملہ اتنا واضح ہے کہ اس کے مزید دلائل ذکر کرنے کی حاجت نہیں۔

○ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قَدْ وَصَفَ اللَّهُ نَفْسَهُ فِي كِتَابِهِ وَعَلَى لِسَانِ رَسُولِهِ بِالْعُلُوِّ وَالِاسْتِوَاءِ عَلَى الْعَرْشِ وَالْفَوْقِيَّةِ فِي كِتَابِهِ فِي آيَاتٍ كَثِيرَةٍ حَتَّى قَالَ بَعْضُ كِبَارِ أَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ: فِي الْقُرْآنِ أَلْفُ دَلِيلٍ أَوْ أَزْيَدُ تَدُلُّ عَلَى أَنَّ اللَّهَ عَالٍ عَلَى الْخَلْقِ وَأَنَّهُ فَوْقَ عِبَادِهِ".

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسول ﷺ کی زبانی اپنے لیے علو، عرش پر استوا، اور فوقیت کو قرآن کی بہت سی آیات میں بیان فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ اصحابِ

شافعی کے بعض اکابر نے کہا: قرآن میں ایک ہزار یا اس سے زائد دلائل ہیں جو بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مخلوق پر بلند ہے اور وہ اپنے بندوں کے اوپر ہے"۔ [مجموع الفتاویٰ: ۵/۱۲۱]

⑨ **تخصیص دلیل کی محتاج ہے:** عبادات میں کسی وقت یا عمل کی تخصیص کرنا صرف نبی کریم ﷺ کی دلیل ہی سے جائز ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے شعبان کے علاوہ کسی اور مہینے میں -رمضان کے سوا- کثرت سے روزے رکھنا ثابت نہیں، جس سے معلوم ہوا کہ یہ شعبان ہی مقصود ہے۔ اگر کسی اور مہینے میں یہ عمل مشروع ہوتا تو آپ ﷺ اپنے قول یا فعل سے اس کی ترغیب ضرور دیتے، کیونکہ اس کا تقاضا موجود تھا۔ جب آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کسی اور مہینے میں کثرتِ صیام کی تخصیص مشروع نہیں۔

ہاں! اس سے "شہر اللہ المحرم" محرم الحرام مستثنیٰ ہے، کیونکہ اس کے روزوں کی ترغیب میں قولی نص موجود ہے۔

- اسی لیے نبی کریم ﷺ نے اس اہم اصول -کہ تخصیص دلیل کے بغیر نہیں ہو سکتی- پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

"لَا تَخْتَصُّوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي، وَلَا تَخُصُّوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ".

جمعہ کی رات کو دیگر راتوں کے مقابلے میں قیام کے لیے خاص نہ کرو، اور نہ ہی جمعہ کے دن کو دیگر دنوں کے مقابلے میں روزے کے لیے خاص کرو، سوائے اس کے کہ وہ

تم میں سے کسی کے معمول کے روزے میں آجائے۔ [صحیح مسلم:۱۱۴۴]

○ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فَلَفْظُ النَّهْيِ عَنِ الِاخْتِصَاصِ لِوَقْتٍ بِصَوْمٍ أَوْ صَلَاةٍ يَقْتَضِي أَنَّ الْفَسَادَ نَاشِئٌ مِنْ جِهَةِ الِاخْتِصَاصِ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمًا فَاضِلًا يُسْتَحَبُّ فِيهِ مِنَ الصَّلَاةِ وَالدُّعَاءِ وَالذِّكْرِ وَالْقِرَاءَةِ وَالطَّهَارَةِ وَالطِّيبِ وَالزِّينَةِ مَا لَا يُسْتَحَبُّ فِي غَيْرِهِ؛ كَانَ ذَلِكَ فِي مَظِنَّةِ أَنْ يُتَوَهَّمَ أَنَّ صَوْمَهُ أَفْضَلُ مِنْ غَيْرِهِ، وَيُعْتَقَدَ أَنَّ قِيَامَ لَيْلَتِهِ -كَالصِّيَامِ فِي نَهَارِهِ- لَهَا فَضِيلَةٌ عَلَى قِيَامِ غَيْرِهَا مِنَ اللَّيَالِي، فَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ التَّخْصِيصِ دَفْعًا لِهَذِهِ الْمَفْسَدَةِ، الَّتِي لَا تَنْشَأُ إِلَّا مِنَ التَّخْصِيصِ".

کسی وقت کو روزے یا نماز کے لیے خاص کرنے سے ممانعت کا لفظ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ فساد اس 'تخصیص' کی جہت سے پیدا ہوتا ہے۔ جب جمعہ کا دن ایک فضیلت والا دن ہے جس میں دعا، ذکر، تلاوت، طہارت، خوشبو اور زینت مستحب ہے جو دوسروں میں نہیں، تو یہ اس بات کا گمان تھا کہ شاید اس کا روزہ بھی دوسروں سے افضل ہو، اور یہ عقیدہ رکھا جائے کہ اس کی رات کا قیام دن کے روزے کی طرح دیگر راتوں کے قیام پر فضیلت رکھتا ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اس تخصیص سے منع فرمادیا تا کہ اس مفسدہ کا سدِ باب ہو سکے جو صرف تخصیص ہی سے پیدا ہوتا ہے"۔ [اقتضاء الصراط المستقیم: ۲/ ۱۱۳]

⑩ اوقاتِ غفلت میں عبادت کی حرص:

○ امام ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وَفِيهِ -أَيْ: حَدِيثِ أُسَامَةَ- دَلِيلٌ عَلَى اسْتِحْبَابِ عِمَارَةِ أَوْقَاتِ غَفْلَةِ النَّاسِ بِالطَّاعَةِ، وَأَنَّ ذَلِكَ مَحْبُوبٌ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ“.

اس میں یعنی حدیثِ اسامہ میں لوگوں کی غفلت کے اوقات کو اطاعت و بندگی سے آباد کرنے کا استحباب پایا جاتا ہے، اور یہ کہ یہ عمل اللہ عز وجل کو محبوب ہے“۔ [لطائف المعارف: ص ۲۵۱]

خصوصاً جب ایسے حالات ہوں جو لوگوں کو خیر سے دور کر دیں اور ان کی توجہ ہٹا دیں، جیسے فتنے اور جنگیں وغیرہ۔ اس بارے میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانِ عالی شان ہے: ”الْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ إِلَيَّ“. فتنہ وفساد کے دور میں عبادت کرنا میری طرف ہجرت کرنے کی طرح ہے۔ [صحیح مسلم: ۲۹۴۸]

○ امام ابن رجب رحمہ اللہ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”وَسَبَبُ ذَلِكَ أَنَّ النَّاسَ فِي زَمَنِ الْفِتَنِ يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ وَلَا يَرْجِعُونَ إِلَى دِينٍ، فَيَكُونُ حَالُهُمْ شَبِيهًا بِحَالِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَإِذَا انْفَرَدَ مِنْ بَيْنِهِمْ مَنْ يَتَمَسَّكُ بِدِينِهِ، وَيَعْبُدُ رَبَّهُ، وَيَتَّبِعُ مَرَاضِيَهُ، وَيَجْتَنِبُ مَسَاخِطَهُ؛ كَانَ بِمَنْزِلَةِ مَنْ هَاجَرَ مِنْ بَيْنِ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا بِهِ، مُتَّبِعًا لِأَوَامِرِهِ، مُجْتَنِبًا لِنَوَاهِيهِ“.

اس کا سبب یہ ہے کہ فتنوں کے زمانے میں لوگ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اور دین کی طرف رجوع نہیں کرتے، چنانچہ ان کا حال زمانہ جاہلیت کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ پس جب ان کے درمیان کوئی شخص منفرد ہو کر اپنے دین کو مضبوطی سے تھامتا ہے، اپنے

رب کی عبادت کرتا ہے، اس کی رضا کی پیروی کرتا ہے اور اس کی ناراضی کے کاموں سے بچتا ہے، تو وہ اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے جس نے اہلِ جاہلیت کے درمیان سے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی ہو، آپ پر ایمان لاتے ہوئے، آپ کے اوامر کی پیروی کرتے ہوئے اور منہیات سے اجتناب کرتے ہوئے"۔ [لطائف المعارف: ص ۲۵۴]

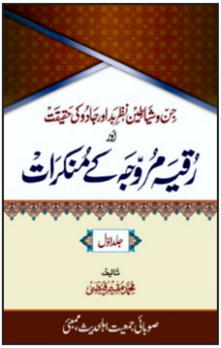
ان تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ غفلت کے اوقات میں عبادت کا معاملہ زیادہ تاکید والا، اس کی شان عظیم اور اس کا فضل بہت بڑا ہے۔

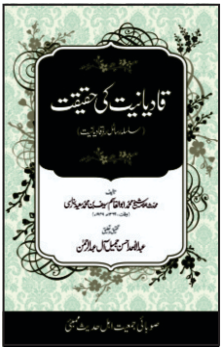
انہی غنیمت کے اوقات میں سے ایک - جیسا کہ بیان ہوا - ماہِ شعبان کو اُس کثرتِ صیام کے ساتھ غنیمت جاننا ہے جس کی تعلیم نبی اکرم ﷺ نے دی ہے۔ پس جسے اللہ توفیق دے، وہ نبی کریم ﷺ کی اتباع اور آپ کے فعل کی موافقت کرتے ہوئے کامیاب ہو جاتا ہے، اور اس عمل کے ذریعے جسے آپ ﷺ محبوب رکھتے تھے، ان خیرات و برکات کو سمیٹ لیتا ہے جن کا بیان اور بشارتیں اوپر گزر چکیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

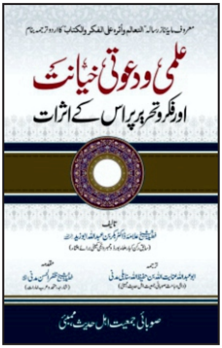
○○○○

ہماری اہم مطبوعات

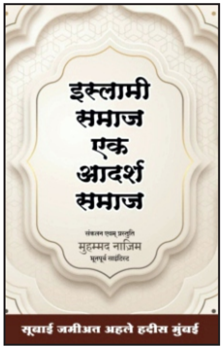


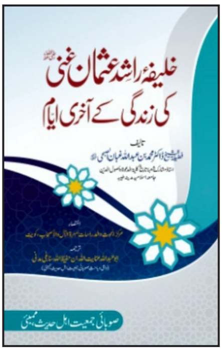
















SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI
14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 400 070
● Phone : 022-26520077 ahlehadeesmumbai@gmail.com
@JamiatSubai subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai
www.ahlehadeesmumbai.com